قوالی کی شرعی حیثیت
امام المناظرہ استاذ العرب والعجم
علامہ
عطا محمد بندیالوی
مکتبہ جمال کرم لاہور

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... قوالی کی شرعی حیثیت

مصنف .... امام المناظرہ علامہ عطا محمد بندیالوی

تاریخ اشاعت .... اپریل 2003ء

تعداد .... گیارہ سو

زیر اہتمام .... ایم احسان الحق صدیقی

ناشر .... مکتبہ جمال کرم لاہور

قیمت .... روپے

ملنے کے پتے

- ضیاء القرآن پبلی کیشنز، داتا گنج بخش روڈ لاہور
- ضیاء القرآن پبلی کیشنز 14 انفال پلازہ، اردو بازار کراچی
- فرید بک سٹال، اردو بازار لاہور
- احمد بک کارپوریشن عالم پلازہ کمیٹی چوک، راولپنڈی
- مکتبہ المجاہد دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالات

استاذ الاساتذہ ملک المدرسین حضرت علامہ الحاج مولانا عطا محمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ آپ حقیقت میں اساتذہ کی عظیم یادگار اور موجودہ دور کے اکابر فن میں نہایت قد آور شخصیت ہیں۔ اس وقت ملک پاک کے اکثر و بیشتر مدارس دینیہ میں آپ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ تلامذہ خدمات تدریس انجام دے رہے ہیں۔

آپ کی ولادت باسعادت ۱۹۱۸ء کو پدھراڑ ضلع سرگودھا میں ہوئی۔ آپ کے چھوٹے بھائی حضرت مولانا علی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ جنہوں نے تمام کتب درسیہ آپ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث دہلی شریف میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے پڑھا، عالم جوانی میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے وتال ضلع جہلم میں حافظ الٰہی بخش صاحب سے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ وہیں مولانا قاضی محمد بشیر صاحب سے فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ ۱۹۳۳ء میں استاذ العلماء مرجع الفقہاء مولانا یار محمد صاحب بندیالوی قدس سرہ (متوفی ۱۳۶۲ھ، ۱۹۴۳ء) کی خدمت میں بندیال ضلع سرگودھا حاضر ہوئے۔ جہاں سات سال کے عرصہ میں کتب صرف، نحو اور فقہ کے علاوہ اصول فقہ سے حسامی اور منطق سے قطبی وغیرہ کتابیں پڑھیں۔ اس عرصے میں خدمت استاذ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ حتی کہ استاذ العلماء کی علالت کے دوران چھ ماہ تک اسباق نہ ہو سکے، عقیدت اور نیاز مندی کی فراوانی کی وجہ سے کسی اور جگہ جانے کا خیال تک نہ آیا اور حسب سابق برابر خدمت گزاری میں مصروف رہے۔ آخر خود حضرت استاذ العلماء کے فرمانے پر آپ علامہ زماں مولانا مہر محمد صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں اچھرہ

متعلق پیش کی جاتی ہیں، کیا وہ اس مقام پر وہ حدیث میں موجود تھیں؟ ظاہر ہے کہ وہ
شرائط یہاں بالکل مفقود ہیں۔ لہٰذا شرائط کو اگر شرائط جواز کہا جائے تو یہ بالکل باطل
ہے۔ البتہ اگر ان کو شرائط اولویہ کہا جائے، یہ درست ہو سکتا ہے۔ شیخ الاسلام شرح
بخاری میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

این حدیث چنانکہ گفتہ اند ظاہر است در منع سماع و تغنی بدف و نحو آں
در غیر روز عید و مانند آں از انچہ رخصت یافتہ دراں نوع از لہو و سرور (تا) بالجملہ گفت منع
مکن کہ امروز روز عید است یعنی از حکم منع تغنی و تدفیف در روز عید این قدر لہو و سرور
مستثنیٰ و جائز است و دختر کان و نوسالان اگر اشعار مدح دلاوری و شجاعت بآواز خوش
سرایند محذور نبود (تا) و درین مسئلہ میان علماء و فقہاء قدیماً و حدیثاً کل صحابہ و تابعین و
غیر ایشاں اختلاف است (تا) باید دانست کہ موضوع این مسئلہ خلافیہ غنائے است کہ
انتقال میکنند آں را اکثر مغنیان کہ عارف اند بصنعت غناء و انتقاء میکنند شعرہای رقیق (تا)
اما غنائے کہ جاری شدہ است۔ عادت باستعمال آں برائے تنشیط قلوب و مخاولت
اعمال و حمل اثقال و قطع مفاوزہ در طرق حج و وصف کعبہ و زمزم و مقام و مانند آں مباح
است۔ اگر سالم باشد از ذکر فواحش و محرمات بلکہ سماع مندوب است کہ موجب نشاط
است در اعمال و در گ کذا ذکرہ ابن حزم فی کتاب الاقناع و گفتہ اند قائلان باباحت کہ
روایت کردہ شدہ است۔ غناء سماع از جماعت کثیر از اکابر صحابہ کہ در ایشاں چندے
از عشرہ مبشرہ اند (تا) و جم غفیر از تابعین و تبع تابعین و اتباع تبع و دیگر علماء محدثین و علماء
دین کہ از ارباب زہد و تقویٰ و علم و عبادت بودہ اند چوں عبداللہ بن جعفر و در زمان خود امیر
المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و مسلم بن عبداللہ بن عمرو قاضی شریح و سعید بن
جبیر و عبدالملک بن جریج و ابراہیم بن سعد و جز ایشاں و نقل کردہ شدہ نیز از ائمہ اربعہ سماع

غناء خوش داشتن آں را (تا) و ہم از اہل یوسف آوردہ کہ بسا کہ حاضر مے شد مجلس رشید
را و بود آنجا غناء پس مے شنید وی گریست و تواجد و حالی کردے و حاضر می شد سماع را
و داشت جلد پشت اور سماع داود دے، رحمۃ اللہ تعالیٰ عالم فقیہ حنفی تلمیذ امام اعظم رحمہ
اللہ تعالیٰ و جزم کردہ است غزالی و استاد ابو منصور بغدادی باباحت نزد مالک و شافعی و مروی
است از ابی العباس فرغانی کہ میگفت شنیدم صالح بن احمد حنبل را کہ میگفت بودم من کہ
دوست میداشتم سماع را و بود پدر من کہ ناخوش میداشت آنرا پس وعدہ کردم ابن جنادہ
را کہ باشد نزد من شبے پس بود نزد من تا دانستم کہ خواب کرد پدر من پس شروع کرد ابن
جنادہ در تغنی پس شنیدم آواز بالائے بام پس بر آمدم بالا دیدم پدر خود را سمع کہ می
شنود غناء را و دامن او زیر بغل او ست و می خرامید گویا کہ رقص میکرد و مانند این قصہ از
عبداللہ بن احمد حنبل نیز منقول است۔

عبارت شیخ الاسلام طویل ہے۔ لہٰذا اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس عبارت سے
چند امور واضح ہو گئے۔ (امر اول) شیخ نے کہا۔ تغنی بدف و نحو آں۔ "اس عبارت
سے پتہ چلا کہ کلام مطلق آلات اور مزامیر میں ہے۔ نہ کہ خاص دف میں۔ لہٰذا جہاں
مباح ہیں سب مباح ہیں۔ اور جہاں منع تو سب منع ہیں۔ لہٰذا تخصیص بدف درست
نہیں۔ (امر دوم) عید اور خوشی کے دنوں میں غناء مع مزامیر لہو و لعب کے طور پر بھی
جائز ہے چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ یا اس کے مقبولوں کی تعریف کی جائے۔ اب
ہمارے دعویٰ کی اس عبارت سے جزء ثانی "کہ عید اور دیگر مواقع خوشی پر غناء مع
مزامیر لہو و لعب کے طور پر بھی جائز ہے"۔ ثابت ہو گئی۔ (امر سوم) جب شجاعت اور
دلاوری کے اشعار جائز ہوئے تو نعت شریف بطریق اولیٰ جائز ہو گی۔ (امر چہارم)
جس مسئلہ میں شیخ الاسلام بحث کر رہے ہیں، مسئلہ غناء مع مزامیر کا ہے۔ کیونکہ

حدیث شریف اسی پر دال ہے جس کی شیخ الاسلام شرح کر رہے ہیں۔ (امر پنجم)
اختلاف اس غنا میں ہے کہ گانے والے ماہرین اپنے فن کا مظاہرہ کریں۔ اور رقیق اشعار
پڑھیں اور اگر فواحش سے پاک اور اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کی تعریف کی جائے تو مستحب
ہے۔ اور صحابہ سے لیکر ائمہ مجتہدین تک تمام سماع کی مجالس میں حاضر ہوتے تھے۔

تو پھر ان حضرات کا یہ کہنا غلط ہوا کہ مشائخ غنا مع مزامیر نہیں سنتے تھے بلکہ
ہمارے مشائخ غنا مع مزامیر سنتے تھے اور سب سے بڑے شیخ امام ابو یوسف اور داؤد
طائی اور مالک اور شافعی اور احمد حنبل سب سنتے تھے۔ ان لوگوں نے جو شرائط لگا رکھی
ہیں، درست نہیں۔ کیونکہ رشید کی مجلس میں جو قوالی ہوتی تھی اس میں شرائط کی
پابندی کب تھی۔ اس تقریر سے ہمارے دعویٰ کی جزو سماع " کہ غنا عام از ایں کہ بغیر
مزامیر کے ہو یا مزامیر کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے لیکر آئمہ مجتہدین تک سب
نے سنا ہے" ثابت ہو گئی۔

شیخ الاسلام شرح بخاری میں آگے چل کر فرماتے ہیں۔

وگفتہ اند آنچہ وارد شدہ است از ائمہ انکار بالتغیر و دلالت دارد بر تغلیظ محمول
است بر غنائے کہ مقترن است بہ فحش و منکر جمعا بین القول والفعل و روایت کردہ شدہ
است از احمد کہ دے قوال را شنید نزد پسر ش صالح و انکار نہ کرد۔ پس پسر گفت اے پدر
آیا نبودی تو کہ انکار کردی و مکروہ داشتی آں را گفت بعض چنیں رسانیدہ اند کہ استعمال
مے کنند بلاے منکر را۔

اس عبارت میں شیخ الاسلام نے ایک سوال کا جواب دیا ہے کہ جبکہ ائمہ غناء
مع مزامیر سنتے تھے تو پھر اس کے متعلق سخت الفاظ کیوں استعمال کرتے ہیں؟ یہ تو
قول اور عمل میں تضاد ہے۔ جواب قول اس صورت میں ہے جبکہ فحش اور رقیق اشعار

ہوں اور عمل اس وقت ہے کہ اللہ تعالیٰ یا اس کے مقبولوں کی تعریف ہو۔ لہٰذا امام احمد
رحمہ اللہ تعالیٰ کو جب یہ غلط خبر دی گئی کہ قوالی میں فواحش ہوتے ہیں تو انہوں نے انکار کیا
لیکن جب خود قوالی میں حاضر ہوئے اور دیکھا کہ منکرات نہیں ہیں تو اسے جائز فرمایا۔

آجکل کے مانعین بھی ممکن ہے کہ غلط خبروں پر انحصار کر کے غلط فہمی میں مبتلا
ہوں۔ لہٰذا ان کو چاہیے کہ اپنے ائمہ کی پیروی کرتے ہوئے قوالی کی مجالس میں حاضر ہو
کر ملاحظہ فرمالیں کہ وہاں ایسے اشعار پڑھے جاتے ہیں جن سے خداوند عالم اور اس کے
مقبولوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ورنہ مانعین کے خیال میں تو جن صحابہ، تابعین، تبع تابعین
اور ائمہ مجتہدین نے قوالی مع مزامیر سنی ہے۔ ان کے پیچھے بھی لوگوں نے نمازیں خراب
کیں اور وہ لوگ بھی قابل امامت نہیں تھے۔ نعوذ باللہ من شرور الفساد۔

اب اس حدیث مذکور کی شرح میں علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے
ملاحظہ فرمائیں۔ تضربان ای بالدف فیکون عطفا تفسیریا وقیل ترقصان وقیل
تضربان علی الکف یعنی تارۃ وتارۃ وفی روایۃ تغنیان ولیستا بمغنیتین ای
لاتحسنان الغنا ولاالتخذتاہ کسبا وصنعۃ اولا تعرفان بہ اولیستا کعادۃ
المغنیات من التشویق الی الہوی والتعریض بالفاحشۃ وبالجمال الداعی
الی الفتنۃ ومن ثم قیل الغناء رقیۃ الزناء و ھو مروی عن ابن مسعود۔

علامہ علی قاری نے تضربان کے تین معنی بیان کئے کہ یہ تو اس کا معنی دف
بجانا ہے اور یہ رقص اور ناچنا ہے یا تالی بجانا ہے اور نیز علامہ نے فرمایا کہ غناء کی مذمت
میں جو روایات ہیں، وہ اس غنا پر محمول ہیں جس سے خواہشات نفسانی پیدا ہوں اور
فاحشہ اور فتنہ کی طرف رہنمائی ہو۔ نیز علامہ فرماتے ہیں۔

لماالقرر عنده من منع اللهو والغنا مطلقاً ولم يعلم انه عليه الصلوٰة والسلام قورهن الى ان قال وقال النووى اجازت الصحابة غناء العرب الذى فيه انشاد و ترنم والحداء وفعلوه بحضرته عليه الصلوٰة والسلام وبعده ومثله ليس بحرام حتى عند القائلين بحرمة الغناء وهم اهل العراق قال الطيبى وهذا اعتذار منه عليه الصلوٰة والسلام بان اظهار السرور فى يوم العيدين شعار الدين وليس كسائر الايام واماالغناء بذكر الفواحش والمنكرات من القول فهوالمحظور من الغناء . اس عبارت سے بھی چند امور واضح ہوئے۔

(امر اول) عرب کا غناء جس میں فحش اور منکر قول نہیں ہے بالاجماع جائز ہے تو جس غناء میں اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی تعریف ہو وہ بھی بالاجماع جائز ہے۔ خواہ مزامیر کے ساتھ ہو یا بغیر مزامیر کے جیسا کہ شیخ الاسلام کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ اور یہی مروجہ قوالی ہے جس سے مانعین کو انکار ہے۔ حالانکہ یہ قوالی شعار دین سے ہے جیسا کہ علی قاری کی عبارت میں تصریح موجود ہے۔ کیونکہ لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے اور اس میں کثرت سے علماء اور صلحاء ہوتے ہیں۔ اور قوالی سن کر ان پر رقت طاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کی محبت میں صالحین کو وجد ہوتا ہے اور صالحین گناہوں سے تائب ہوتے ہیں۔ وہابی علماء اگر ان مجالس کے فوائد سے جاہل ہوتے تو تعجب نہ تھا۔ حد تو یہ ہے کہ مدعیان حب صالحین بھی ان برکات سے ناواقف نظر آتے ہیں۔

(امر دوم) غناء مع المزامیر میں اختلاف صوفیہ کے غیر میں ہے اور اہل عراق حرمت کا قول کرتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اختلافی مسائل میں تشدد نامناسب

ہے۔ اس تقریر سے ہمارے دعویٰ کے جزو عاشر "غناء مع مزامیر میں اختلاف صوفیہ کے ماسوا میں ہے" ثابت ہو گئی۔

(امر سوم) سابقہ عبارات سے ثابت ہوا کہ غناء العرب جس میں ترنم اور حدی ہے صحابہ کے نزدیک جائز ہے۔ حالانکہ مانعین کی شرائط وہاں موجود نہیں ہیں۔

حدیث مذکور بالا کے تحت ابن حجر شرح بخاری میں فرماتے ہیں۔

استدل جماعة من الصوفية بحديث الباب علىٰ اباحة الغنا و سماعه بآلة اوبغير آلة. اس عبارت سے ثابت ہوا کہ قدیم زمانہ سے صوفیہ غناء مع مزامیر سنتے چلے آرہے ہیں اور یہ حدیث بخاری ان کی دلیل ہے۔ قبل ازیں چار شراح الحدیث حنفی مذہب کی تصریحات سے ثابت ہو چکا ہے کہ صوفیہ کرام کا حدیث الباب سے استدلال درست ہے۔ اگرچہ علامہ ابن حجر نے سابقہ عبارت کے بعد صوفیہ پر رد وقدح کی ہے۔ لیکن ظاہر حدیث اور تصریحات احناف مجہدین کے مقابلہ میں ہم ابن حجر کی رائے کے پابند نہیں ہیں۔ جیسا کہ اختلافی مسائل میں ائمہ احناف کی رائے ہمارے نزدیک راجح ہے۔ علامہ ابن حجر کی عبارت نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف معاندین کا رد ہے کہ صوفیہ مروجہ قوالی یعنی غناء مع مزامیر نہیں سنتے تھے۔ یہاں تک ہم نے اپنی پہلی دلیل کو شروح حدیث کی روشنی سے حتی الامکان مکمل کیا ہے۔ اب دوسری دلیل ملاحظہ ہو۔

دلیل دوئم

درمختار میں ہے۔ ومن ذالك ضرب النوبة للتفاخر فلو للتنبيه فلاباس به كما اذاضرب فى ثلث الاوقات لتذكير ثلث نفخات الصور لمناسبة بينهما فبعد العصر للاشارة الى نفخة الفزع وبعد العشاء الى نفخة